



مسٹر چرڈ نے سارا کے فلیٹ پر دستک دینے سے پہلے بال سنائے
پھر گھڑی میں وقت دیکھا شام کے ساڑھے سات نکا رہے تھے۔ سارا ڈارلنگ
مسٹر چرڈ نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کسی بچی کی طرح چلا کر کہا "سبا
کھیلنے کا وقت ہو گیا ہے"

جلد شروع کر دیا جائے، میں نے مسٹر بلیک سے ۲۔۵۰ الف میں آنے کے
لیے کہہ بھی دیا ہے۔

"نہیں آج رات نہیں۔ سارا نے نرمی سے کہا۔ "میں بڑی مدت
سے اس مکان میں مجوس ہوں۔ میری صحت پر برا اثر پڑ رہا ہے۔ آج
میرا ارادہ ہوا خوری کا ہے۔"

سارا نے گلابی رنگ کے موزوں کی ایک نئی جوڑی نکالی اور انہیں
اپنی مرمی سڈول پنڈلیوں پر چڑھانے لگی۔ اسے اپنی پنڈلیوں کی خوبصورتی
دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ سارا کے چہرے پر ایک غیر شرعیانہ سی
مسکراہٹ دیکھ کر مسٹر چرڈ کچھ بے چین سی ہو گئیں "کیا تم اب سبا سے بور ہونے
لگی ہو سارا؟" مسٹر چرڈ نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں تو مسٹر چرڈ! مجھے آپ لوگوں کے ساتھ سبا کھیلنے میں

اپنے فلیٹ میں "سنگھارنیز کے سامنے بیٹھی ہوئی دروازہ قد سیاہ
بالوں والی حسین سارا نے بالوں میں برکش پھیرتے ہوئے مسٹر چرڈ کی آواز
سنی اور مسکرا دی۔ "اندر آجائیے؟" سارا نے زور سے کہا۔

مسٹر چرڈ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے جھکیں۔ "ادھ معاف
کرنا سارا ڈیر! مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم لباس تبدیل کر رہی ہو۔ مسٹر چرڈ
نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر چرڈ" سارا نے کھڑے ہو کر بالوں میں
سرخ ربن بانڈھتے ہوئے قد آدم آئینے میں اپنے سراپا کا غور سے جائزہ لیا
اور سوچا یہ درست ہے کہ میں اب کوئی نوخیز لڑکی نہیں ہوں لیکن مسٹر
چرڈ کی طرح بوڑھی مرئی بھی نہیں ہوں۔

"کیا۔ کیا تم کہیں جا رہی ہو؟ میں سوچ رہی تھی کہ آج کھیل

ہفتی سلاسر

وسیلہ خاتون



واقعی بڑا لطف آتا ہے۔ دراصل..... وہ میں نے کہا نا کہ گھر میں بیٹے پڑے بیڑول گھبرائے لگا ہے۔ آج ذرا باہر کی رنگینوں سے لطف اندوز ہونے کا ارادہ ہے۔

”کیا..... کیا تم نے کسی کو ملاقات کا وقت دیا ہے؟“ بڑی بی نے تھوک نکلے ہنسنے بڑی مشکل سے کہا۔ انھوں نے ”کسی کو“ کی وضاحت ضروری نہیں سمجھی۔ یہ وضاحت طلب بات تھی بھی نہیں۔

”ہاں ایک طرح سے یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔“ سارا آنکھوں پر آبی شیلڈ لگانے لگی۔ پھر اُس نے ایک بے حقیقی خوشبو کی بوتل نکالی اور اپنے کانوں اور حلق پر خوشبو لٹنے لگی۔ پھر سارے وہ خوشبو اپنے لباس پر بھی لٹائی مسرچر ڈیر تیاریاں دیکھ کر زرد پڑ گئیں۔ ”سارا۔۔۔ تم..... تمہارے ارادے کیا ہیں؟“

سارا شرارت بھرے انداز میں اس طرح ہنسی جس طرح گدے کے اسپرنگ چرچراتے ہیں۔ ”میری عمر ابھی ۲۲ سال ہی تو ہے مسرچر ڈیر۔ دیکھیے نا میں بہت عرصے سے تنہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ میں اس طرح خود پر غلام کر رہی ہوں میں اب کچھ زندگی کی.....“

ایسی بے شرمی کی باتیں مسرچر ڈیر کے لیے ناقابل برداشت تھیں۔ وہ مزید اور برہم ہو کر تیر کی طرح سارا کے فلیٹ سے باہر نکلی گئیں۔ مسرچر ڈیر کے جانے کے بعد سارا نے اپنا شب خوابی کا لباس آمار کر ایک کرسی کی طرف اٹھال دیا اور پھر آئینے کے سامنے اپنے بھرے بدن کا غور سے جائزہ لینے لگی۔ اسے یقین تھا کہ اب بھی اسے دیکھ کر کسی بھی مرد کے منہ میں پانی آسکتا ہے۔ اسے روزانہ بازار میں مردوں کی لپٹائی ہوئی نظروں کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن اس کی شخصیت میں کچھ ایسا وقار تھا کہ مردوں کو اس کے سامنے کسی طرح کی بدتمیزی کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ سارا نے اپنے بدن کے تمام نشیب و فراز کا معائنہ کرنے کے بعد الماری کھول کر سیاہ رنگ کا ایک جپٹ لباس نکالا، اس لباس کا گلا دیکھا اور ایک چھوٹی سی قبچلی سے گلا اور بڑا کر دیا اور پھر اسے پہن کر آئینے میں دوبارہ اپنا جائزہ لیا۔ اگرچہ اس کے بدن کے تمام ہیجان انجیر خطوط نمایاں ہو گئے تھے اس کے باوجود وہ باوقار نظر آ رہی تھی۔ شاید یہ وقار اس کی شخصیت کا ایک جزو تھا۔ سارا پوری طرح مطمئن ہو کر فلیٹ سے باہر نکل گئی۔

سارا نے مگرچہ کی کھال کا بنا ہوا پرہیزگار ٹیکسی ڈرائیور کو رکھنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی نہ صرف رگ گئی بلکہ ڈرائیور نے فوراً باہر نکل کر مہیٹ

اٹھا کر تعظیم کی اور زرخیر غلام کی طرح دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ ایک ادا اور بے نیازانہ تبسم کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ گئی۔ اس نے دیکھا کہ جتنی آئینے میں ٹیکسی ڈرائیور کی لپٹائی ہوئی نظریں اس کے سرکش مرمیں بیٹے پر بار بار جم جاتی تھیں۔ سارا نے بڑی فراخ دلی اور کچھ گرم جوشی کے ساتھ ایک مرد کی پسندیدگی کی نظریں قبول کیں۔ آج وہ کچھ زیادہ ہی قیامی ہو رہی تھی۔ اس نے پرس سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور اپنے یا قوتی ہونٹ ٹیکسی ڈرائیور کے کانوں کے بالکل قریب لے جا کر اس سے ماتیں طلب کی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کسی تاخیر کے بغیر ماتیں کی ڈیا اس کے حوالے کر دی وہ عقی آئینے میں جس کے بے بالکلہ سہلوں کے نظاروں میں محو تھا۔

سگریٹ جلا کر سارا سیٹ سے سر لگا کر بیٹھ گئی۔ براڈ ویس پینچ کر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو رکھنے کا اشارہ کیا۔

وہ ہفتے کی رات تھی اور شائقین سینما گھروں سے غلیں دیکھ کر باہر نکل رہے تھے۔ ان شائقین میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ تھی پھر بھی بہت سے مردوں کی آنکھیں سارا پر جمی ہوئی تھیں۔ اتنی بہت سی پُرشوق نگاہوں نے اس کا بدن گرم کر دیا۔ اس کے رخسار میک اپ کی تہہ میں دھپکنے لگے۔ وہ بے نیازی کے ساتھ دکانوں پر آدیزاں نیون سائن پڑھتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ پھر اُس کی نظریں اس بورڈ پر اٹکی گئیں۔ ”ہیریڈی بار۔ رستوراں، کاک ٹیل لاؤنج“

سارا دانستہ طور پر ٹیکسی ڈرائیور کو ماتیں دینا بھول گئی تھی پھر پڑی بار میں داخل ہونے سے پہلے اس نے ماتیں سے ایک اور سگریٹ چلائی اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ دروازے پر کھڑے ہو کر اس نے چند لمحے اندر کا جائزہ لیا۔ کسی کے منہ سے بے اختیار سیٹی کی آواز نکلی۔ بار میں موجود تمام مردوں کی نگاہیں اُس کے بدن سے چپک کر رہ گئیں تھیں۔ وہ ایک خالی میز پر بیٹھ گئی۔ کرسی پر بیٹھتے ہی ایک بیلرڈی مستعدی سے اس کے سر پر آموجود ہوا۔

”میلر خیال ہے۔“ سارا نے پُرخیاں انداز میں ویٹر سے کہا ”تم میرے لیے دھکی لے آؤ۔“

”یس مس“ ویٹر نے مودبانہ انداز میں کہا۔ ”سوڈے کے ساتھ؟“

”نہیں پانی کے ساتھ۔“

”یس مس“ ویٹر نے مودبانہ انداز میں سر جھکایا اور آؤر کی تنکیل کے لیے لپکا۔

سب رنگ

میں عملی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں تھی۔ نووارد نے سارا کے قریب پہنچ کر بڑے احترام سے کہا۔ ”معاف کیجیے گا خاتون! اگر آپ تنہائی چاہتی ہیں تو میں ہرگز آپ کی تنہائی میں مخل ہونا پسند نہیں کروں گا۔“ سارا کے ہونٹوں پر ایک میٹھی سی شرارت بھری مسکراہٹ بکھر گئی۔ ”تو پھر آپ کیا کریں گے؟“ سارا نے پوچھا۔

نووارد اس غیر متوقع سوال پر گڑبڑا گیا۔ ”میں۔۔۔ میں وہیں اسٹول پر چلا جاؤں گا۔ میرا مطلب ہے اگر آپ کسی اجنبی سے معمولات گفتگو کرنا پسند کریں تو میری خدمات حاضر ہیں۔“

”مجھے سوچنا پڑے گا۔“ سارا نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ پھر اچانک نظریں اٹھا کر پوچھا۔ ”معمولانہ گفتگو سے آخر آپ کا کیا مطلب ہے محترم اجنبی؟“ شاید سارا کی آنکھوں میں زبردست مقناطیسی قوت تھی اس لیے نووارد نووارد اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ اتنا نادان بھی نہیں تھا۔

”کیا آپ کچھ مینا پسند کریں گی؟“ نووارد نے اطمینان سے سوال کیا۔

”بے شک نہ صرف پسند کروں گی بلکہ اصرار کروں گی۔“ اپنے سامنے بیٹھی ہوئی ایک سادہ حسینہ دو لکڑی عورت کی اس بے تکلفی پر نووارد کا چہرہ کھل اٹھا۔ ہنستے وقت اس کا چہرہ کسی معصوم بچے کے چہرے کی طرح نظر آ رہا تھا۔ اس نے انگلی کے اشارے سے وینٹر کو نزدیک آنے کا اشارہ کیا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا اور ادب سے جھک گیا۔ اجنبی نے اپنے لیے بوربون اور خوبصورت خاتون کے لیے وسکی کا آرڈر دیا۔ آرڈر کی تکمیل تک دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

”آپ کو اس جگہ تنہا دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔“ نووارد نے کہا۔ ”میرا مطلب ہے آپ جیسی خوبصورت عورتیں تنہا باروں میں بیٹھی رہتی ہیں لیکن وہ بار ایسے نہیں ہوتے جیسا یہ ہے۔ آپ میرا مطلب سمجھ رہی ہوں گی۔ آپ جیسی خاتون اگر کبھی یہاں تنہا آتی ہے تو بے مقصد نہیں آتی۔ اسے کسی کا انتظار ہوتا ہے، کسی سے ملاقات کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ کیا آپ کے یہاں آنے کا بھی کوئی..... مقصد ہے؟“

”مقصد ضرور ہے لیکن مجھے کسی دوست کا انتظار نہیں ہے۔ کسی سے ملاقات کا وقت مقرر نہیں ہے۔ میں ایک تنہا لڑکی ہوں اور دنیاؤں دوڑ کرنے کے لیے کسی موزوں ساتھی کی تلاش میں ہوں۔ لیکن میرا معیار

سارا نے وسکی کا گلاس ہونٹوں سے لگا کر بڑے بڑے گھونٹ نہیں لیے بلکہ وہ آہستہ آہستہ باوقار انداز میں چپکیاں لینے لگی۔ بار میں موجود مشیر مرد اب اسے کن آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے تھے بلکہ اس کے ہوشربا حسن سے برصاٹ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کچھ لوگوں کے چہروں پر شیطانی مسکراہٹیں تھیں، کچھ کی آنکھیں پر امید تھیں۔ کچھ بے قراری و پہلو بدل رہے تھے۔ سارا نے غیر جانبداری سے ان نظروں کا مقابلہ کیا۔ اس نے نہ تو کسی کی حوصلہ افزائی کی، نہ کسی کی حوصلہ شکنی کی بلکہ اس کے باوقار انداز نے کسی کو نظروں کی حد سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ اسی طرح وہ آدھے گھنٹے تک بیٹھی رہی۔

پھر وہ آدمی بار میں داخل ہوا۔

وہ بار میں موجود دوسرے لوگوں سے کچھ زیادہ ممتاز نہیں تھا بلکہ اس کے سر پر رکھا ہوا ہیٹ کئی جگہ سے میلا بھی ہو رہا تھا جو اس بات کی علامت تھی کہ اسے برابری سال سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کا سوٹ اچھی تراش خراش کا تھا لیکن وہ بھی شاید استری کی شکل کبھی کبھار ہی دیکھتا تھا۔ اس کا شیو بڑھا ہوا تھا لیکن قدرتی سُرخ بالوں کی وجہ سے بڑھا ہوا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ وہ بار میں داخل ہوتے ہی تھکے تھکے انداز میں ایک اسٹول پر ڈھیر ہو گیا۔ اسے دیکھتے ہی بار مینڈر اس کی طرف لپکا اور کچھ پوچھے بغیر اس نے اس کے سامنے بوربون کا گلاس رکھ دیا۔ ظاہر تھا وہ شخص اس بار کا مستقل گاہک تھا۔ نووارد کسی پیلے اونٹ کی طرح بوربون کے گلاس پر ٹوٹ پڑا اور چند بڑے بڑے گھونٹ لے کر اس نے خالی گلاس میز پر پیش دیا۔ شراب کا ایک گلاس پی کر نووارد کے حواس کچھ درست ہوئے تو اس نے طائرانہ نظروں سے بار کا ایک جائزہ لیا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سارا پر پڑیں اس کا ہتھکڑیا سا چہرہ ایک عمدہ چیز دیکھ کر دمک اٹھا۔ اس نے سر موڑ کر بار مینڈر سے کچھ دریافت کیا اور جب بار مینڈر نے لاعلمی میں کانڈھے اُجکائے تو اس کا چہرہ ٹپک گیا۔

سارا نے وسکی کی چمکی لیتے ہوئے نظریں اٹھا کر غور سے نووارد کا جائزہ لیا۔

دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔

نووارد نے بوربون کا دوسرا گلاس پی کر وہ حرکت کی جس کے بارے میں بار میں موجود ہر شخص بہت دیر سے غور کر رہا تھا لیکن کسی

پوچھا۔

”ارے نہیں، بھلا میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں“ مٹرچیک نے تقریباً شرماتے ہوئے جواب دیا۔ بار سے باہر نکلی کر وہ دونوں فٹ پاتھ پر ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ سارا نے ہاتھ اٹھا کر ایک ٹشپی کرکے کا اشارہ کیا۔ جب سارا فلیٹ ۳ ایف کے سامنے سے گزر رہی تھی تو وہ ٹرک کر اندر سے آنے والی آوازیں سننے لگی۔ اسے اندر وہی جانا پہچانا شور سنائی دیا۔ وہ منہ دبا کر ہنسنے لگی۔

”کیا ہے؟ کیا بات ہے؟“ مٹرچیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”سمب! سارا نے جواب یہ دیا

”سمب؟ یہ کیا ہوتا ہے؟“

”کچھ نہیں یہ تاش کا ایک ٹھیل ہے جو میں ہر رات کیلٹی تھی لیکن آج رات۔“ اس نے جملہ نامکمل چھوڑ دیا اور مٹرچیک کا ہاتھ پکڑ کر میٹریاں چڑھنے لگی۔

خواب گاہ کی کھڑکیوں پر پڑے ہوئے پردے ہواسے لہرا رہے تھے۔ سارا نیند سے بیدار ہو کر لستر پر بیٹھ گئی پھر اس نے اپنا لباس درست کیا اور اپنے قریب لیٹے ہوئے مرد کی طرف دیکھا وہ گھڑی نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔ سارا نے خاموشی سے چلیں پسندیں کر کھڑی ہو کر کھڑکی سے پردہ ہٹا کر باہر دیکھنے لگی۔ باہر باغیچے میں لگے ہوئے درختوں پر سورج پوری آب و تاب سے نکلا ہوا تھا! اس نے دیوار کی گھڑی میں وقت دیکھا۔ نو بج رہے تھے۔ سارا بیوی کی طرح خاموشی سے چلتی ہوئی خواب گاہ سے باہر نکلی اور ڈرائنگ روم میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کے قریب آکر رک گئی۔ چند لمحے وہ بے یقینی سے ٹیلی فون کی طرف دیکھتی رہی پھر اس نے فیصلہ کن انداز میں ریسیور اٹھایا اور اپنی لابی لابی انگلیوں سے ایک نمبر ڈائل کیا۔

”ہیلو“ دوسری جانب سے نیند میں ڈوبی ہوئی ایک مردانہ آواز نے جواب دیا۔

”ڈاکٹر اسٹینلے؟“

”ہاں میں بول رہا ہوں“ ڈاکٹر نے تجھکائی ہوئی آواز میں کہا۔

”میں سارا بول رہی ہوں۔ آپ پہچان تو گئے ہوں گے؟ میں

نے آپ کی نیند خراب تو نہیں کی؟“

سب رنم

گھٹیا نہیں ہے۔“ سارا نے بے باکی سے جواب دیا۔

”آپ کو کس قسم کے ساتھی کی تلاش ہے؟“ اجنبی کا لہجہ پُر اشتیاق تھا۔

”میں ایک بہت بڑی کمپنی میں سیکرٹری ہوں۔ میری خواہ بہت معقول ہے۔ میرا اپنا ایک خوبصورت فلیٹ ہے، مجھے میوں کے باغ میں کبھی پریشانی نہیں ہوتی۔“ سارا نے نوادار کی آنکھوں میں جھلک کر دیکھا۔ چند لمحوں تک دونوں کی نظریں ملی رہیں۔ پھر سارا نے کرسی پر پہلو بدلاتو میز کے نیچے اس کے گھٹنے اجنبی کے گھٹنوں سے ٹکرائے مگر سارا نے زاویہ نہیں بدلا۔

نوادار نے کئی مرتبہ متوک ٹنگنے کی کوشش کی۔ ”میرے باغ میں کیا خیال ہے؟ کیا میں آپ کے معیار پر پورا اترتا ہوں؟“

سارا نے آہستہ آہستہ غور سے اس کا جائزہ لیا۔ ”ہاں آں۔ ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ چل سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے مٹر۔“

”جیک!“ نوادار نے بے تابی سے لقمہ دیا۔

”ہاں تو مٹر جیک! میرا خیال ہے، بلکہ مجھے یقین ہے کہ آپ ایک عمدہ ساتھی ثابت ہو سکتے ہیں۔“ سارا نے زندہ دلی کو ایک ہلکا جھٹکا لگاتے ہوئے کہا۔ ”میرا نام سارا ہے۔ کچھ دقیانوسی سا نام ہے لیکن آپ کو میرے نام سے دھوکا کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود روشن خیال ہوں۔ اوہ، میں بہت تنگ گئی ہوں۔“

سارا نے ہلکے سے جمائی لی ”میں گھر جانا چاہتی ہوں۔“

”آپ کہاں رہتی ہیں؟“

”میں بہترین اسٹریٹ پر باغیچے کے قریب رہتی ہوں میری خواب گاہ میں باغیچے کی طرف سے بڑی ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ بس بے اختیار لستر پر لیٹنے کو دل چاہتا ہے۔“

مٹرچیک نے دو مال نکال کر چہرے سے پسینہ خشک کیا۔ وہ کچھ نرمی سے ہو گئے تھے غالباً ایسی بلیاک اور بادقار خاتون سے آج تک اُن کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔

”کیا آپ کچھ اور چاہتے ہیں؟“ سارا نے انہیں نرمی سے دیکھ کر کہا۔

”نہیں۔“ میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”کیا میرے ساتھ میرے گھر بھی نہیں؟“ سارا نے بڑی ادا سے

